تحریر: ڈاکٹر قمر آریان
فارسی سے ترجمہ: محمد نذیر رانجھا

فارسی زبان میں مسلم - مسیحی مناظراتی ادب

زیر نظر مقالہ ڈاکٹر قمر آریان کی تالیف "چہرہ مسیح در ادبیات فارسی [تہران: انتشارات معین (چاپ اوّل، ۱۳۶۹ھ ش)] کے ایک باب "مناظرات و ردود بین متکلمین اسلام و فرقِ نصاریٰ" کا ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر آریان کی کتاب اُن کے تحقیقی مقالے (برائے ڈاکٹریٹ) پر مبنی ہے۔ کتاب کے مندرجات واضح طور پر تین حصّوں میں تقسیم کیے جاسکتے ہیں۔ ایک حصّے (باب ۱ تا ۸، نیز باب ۱۸ - ۱۹) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیحیّت کے بارے میں مسلم اور مسیحی نقطہ ہائے نظر کی وضاحت اور مسلم - مسیحی اختلافات کا بیان ہے۔ دوسرا حصّہ (باب ۹ تا ۱۵) ایران اور ماوراء النہر میں مسیحیّت کی مختصر تاریخ پر مشتمل ہے۔ تیسرے حصّے (باب ۱۶ - ۱۷، نیز ۲۰ - ۲۱) میں، جو کتاب کا اہم ترین حصّہ ہے، فارسی زبان و ادب میں مسیحیّت کے حوالے سے آنے والے الفاظ و تراکیب، امثال و حکم اور حکایات و روایات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اِس حصّے کا ایک باب حضرت عیسیٰ اور مسیحیّت کے بارے میں فارسی زبان کی ۱۳۳ اہم ترین کتابوں کے اقتباسات پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر قمر آریان نے اپنے مطالعے میں ایران اور ماوراء النہر کے فارسی ادب کے حوالے سے گفتگو کی ہے اور برصغیر میں جنم لینے والا فارسی ذخیرۂ نظم و نثر اُن کے دائرۂ تحقیق سے باہر رہا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ایران سے باہر لکھی گئی اور چھپی ہوئی جن اکا دکا کتابوں کا ذکر آیا ہے وہ بالواسطہ ایران سے تعلق رکھتی ہیں۔ مدیر

ایران کے ادب و ثقافت میں مسیحی اثرات کے جائزے کے لیے اہم ذریعہ وہ مناظرے اور مباحثے ہیں جو مسیحی فضلاء اور ایران کے متکلمین کے درمیان ہوئے۔ یہی مناظرے بعد ازاں مسیحیّت کے بارے میں متعدّد کتابوں اور رسائل کی تالیف پر منتج ہوئے۔ ایک طرف مسیحی فضلاء اور منادوں نے اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ میں حصّہ لیا ہے اور دوسری جانب ایرانی علماء مسیحی عقائد و آراء کی تردید و جرح میں مصروف رہے ہیں۔ دونوں گروہ اپنے اپنے عقائد کی تائید میں کتابیں لکھتے ہیں۔ اس طرح فارسی زبان میں اہم کتب و رسائل کا ایک بڑا ذخیرہ وجود میں آگیا ہے۔ اِس میں سے بعض کتابیں مسیحیّت

کی تردید میں ہیں اور بعض مسیحیّت کی دعوت و تبلیغ اور مسیحی دین کی مدافعت میں ہیں۔

اسلام سے پہلے زرتشتی موبدوں نے نفوذِ مسیحیّت کے مقابلے میں بظاہر دلائل و براہین سے زیادہ شدّت اور خشونت کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس فضا میں جو کتابیں اور رسائل لکھے گئے، ان میں سے آج کوئی باقی نہیں۔ مرقیوں، بردیصان، مانی، مزدک اور اُن کے پیروکاروں کی تحریریں اِس موضوع پر تھیں جن کا اب کوئی وجود نہیں۔ ان مذاہب کے پیروکار ایک حد تک، چوں کہ مسیحیّت سے واقف تھے، اس لیے اگر اُن کی کتابوں میں مباحثات اور اختلافات کا ذکر تھا، تو اُن کی نوعیت متصوّف مسیحیوں، نیز اُن کے مختلف فرقوں کے بارے میں اُن کی آراء کی تھی۔ بہرحال یہی کتابیں اور رسائل قدیم ترین تحریریں تھیں جو بظاہر مسیحیّت کے حوالے سے ایران میں وجود میں آئیں۔

مسیحی فضلاء اور ایران کے اہلِ فکر اور متکلمین کے درمیان جو قدیم ترین ماخذ بحث و مناظرہ کا ذکر کرتا ہے، وہ پہلوی زبان کے رسالہ "سکند گمانیک وچار" کی ایک خوبصورت فصل ہے۔ اِس فصل میں مسیحی عقائد پر دقیق اور عمدہ تنقید ہے اور مسیحی عقائد کے تمام اصول و مبادی کی محنت سے تردید کی گئی ہے۔ اعتراضات میں منجملہ دوسری باتوں کے حضرت مریم علیہا السلام پر [نعوذ باللہ] بدکاری کی تہمت لگائی گئی ہے اور مسیحیوں کے اِس دعوے کا مذاق اڑایا گیا ہے کہ وہ روح القدس سے حاملہ ہوئی تھیں (ص ۴ - ۸) اور مسیحی فضلاء کے اِس دعوی کی تردید کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خداوند ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اگر خدا کی ولادت ممکن ہے تو اُسے موت سے بھی مفر نہیں۔ (ص ۲۷ - ۳۱) اس کے علاوہ اگر موت خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اپنے اختیار میں تھی تو پھر اُن کے قاتلوں کو قصوروار اور گناہ گار نہیں سمجھنا چاہیے (ص ۴۳ - ۴۵)۔ اسی طرح تثلیث کے اعتقاد اور شفاعت و کفارہ کی تردید کی گئی ہے اور کسی ایک کو بھی پسندیدہ اور کافی نہیں سمجھا گیا۔ (ص ۴۶ - ۷۰) انجیلوں کی بعض عبارتوں پر بھی بحث و جرح کی گئی ہے (ص ۷۱ - ۱۰۷) اور ان کی بعض دوسری عبارتوں سے زرتشتی مذہب کے حق میں استشہاد کیا گیا ہے۔ (ص ۱۰۸ - ۱۵۴)

یہ پہلوی رسالہ عہد اسلامی کے آثار میں سے ہے اور اس کی ایک فصل میں مسلمانوں کے عقائد کے بارے میں بھی بحث کی گئی ہے، تاہم اس سب کچھ کے باوجود یہ رسالہ اُن مباحثوں کا نمونہ ہے جو قبل از اسلام ایران کے موبدوں اور مسیحی متکلمین کے درمیان جاری تھے۔ اس رسالے کا فرانسیسی ترجمہ د مناش (J. De Menasse) نے شرح و تفسیر اور محققانہ مقدّمے کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ترجمے کے ساتھ پہلوی متن لاطینی رسم الخط میں نقل کیا گیا ہے۔ مسیحی عقائد کی تردید سے متعلق فصل کو د مناش کی اشاعت میں پندرہویں فصل کے تحت اور "حواشی" کے ضمن میں مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

مسلمانوں کو ظہور اسلام کے ساتھ ہی مسیحیوں سے پالا پڑا اور مسلمان مسیحیوں سے بحث و مناظرہ کرنے لگے تھے۔ مسیحیوں کے بعض عقائد و مبادی مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "ابن اللہ" ہونے، تثلیث

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مصلوبیت کی تردید، قرآن میں پوری صراحت کے ساتھ آئی ہے۔

ماکان لله ان یتخذ من ولد سبحانہ اذا قضیٰ امراً فانما یقول لہ کن فیکون (مریم: ٢٥)

[خدا کو سزاوار نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔]

لقد کفر الذین قالوا ان الله ثالث ثلاثہ وما من الہ الا الہ واحد (مائدہ: ٧٢)

[وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے، حالانکہ اس معبود یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔]

وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول الله وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (نساء، ١٥٧)

[اور یہ کہنے کے سبب کہ ہم نے مریم کے بیٹے مسیح کو جو خدا کے پیغمبر (کہلاتے) تھے، قتل کر دیا ہے، اور انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ اُنہیں سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو اُن کی سی صورت معلوم ہوئی]

متکلمین اسلام نے مسیحیوں کے عقائد و افکار میں زیادہ بحث و تحقیق ہے اور اُنہوں نے متعدّد کتب و رسائل تالیف کیے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "ابن اللہ" جاننا اُن عقائد میں سے ہے جن پر مسلمانوں نے خوب گرفت کی ہے، کیوں کہ توحید جو خدا کے لیے کسی "ہمسر"، "شریک"، "بیٹے" یا باپ کی قائل نہیں ہے، غیر واضح تثلیث کے تحت ہرگز نہیں آتی۔ "رسالہ رد نصاری[1]" جس کے مؤلف کا نام معلوم نہیں، ابوالبقا کی کتاب "تخجیل" سے اخذ و اقتباس اور قدرے اس کی تفصیل پر مبنی ہے۔ اس رسالے میں کہا گیا ہے کہ تورات میں تمام بنی اسرائیل کو "ابنائے خدا" اور سب مصریوں کو "ابنائے فرعون" کہا گیا ہے۔ جب تمام اسرائیلی خدا کے بیٹے تھے تو اُن پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضلیت کیسی؟[2]

درحقیقت "ابن" اور "اب" کے الفاظ مجازاً استعمال ہوئے ہیں۔ یہ نکتہ نظر انداز کرنے سے مسیحیوں کو اشتباہ ہوا ہے۔ [اس رسالے میں] مزید کہا گیا ہے کہ اناجیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کی طرف نسبت فرزندی کو اپنے لیے خاص نہ سمجھتے تھے، اور اپنے تمام پیروکاروں، بلکہ سارے بنی نوع انسان کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ انجیل میں آیا ہے: "لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو تاکہ تمہارا آسمان والا باپ تمہارے گناہ بخش دے۔" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امت کے گناہ گاروں کو بھی خدا کے بیٹے کہا گیا ہے۔ پولوس، تمام دوسرے رسولوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے کلام میں اس طرح کے بہت سے اقوال ہیں۔ ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جگہوں پر "ابن" اور "اب" کے الفاظ مجازاً استعمال ہوئے ہیں اور ان کا مفہوم حقیقی نہیں۔ اس بنیاد پر مسیحی جو دعوی کرتے ہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں، غلط ہے۔ یہ بات "انجیل" سے صراحتاً معلوم نہیں ہوتی یا "انجیل" سے اِس عقیدے یا رائے کا استنباط اشکال سے خالی نہیں۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں "رب" اور "الٰہ" کے جو الفاظ آئے ہیں، مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے یہ بھی اُن الفاظ میں سے ہیں جن کے سمجھنے میں مسیحیوں سے غلطی ہوئی ہے۔ بجائے اِس کے کہ ان الفاظ کو مسیحی مجازی معنی میں لیتے، اُنہوں نے اِن الفاظ کا حقیقی مفہوم لیے لیا۔ "رب"، "اللہ"، "پروردگار"، "مربّی"، "حاکم اعلیٰ" اور "مالک" اِس طرح کے الفاظ قوم کے رئیس و سردار اور مربی و معلّم کے لیے بطور تعظیم و تجلیل استعمال ہوتے ہیں، لیکن یہ اسی [مجازی] حد اور اسی معنی تک مشروط ہیں اور اِن کا تعلق مطلق و حقیقی مفہوم سے ہر گز نہیں۔

تورات میں خداوند حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہتا ہے کہ میں نے تمہیں فرعون کا "الٰہ" بنایا ہے۔ اِس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے تمہیں فرعون پر مسلّط و حاکم بنایا ہے [۳]۔ اور شمعون کہتے ہیں: "خداوند نے مسیح کو رب قرار دیا ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند نے حواریوں کے کام کی تدبیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں دے دی۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام رب اور پروردگار ہوتے تو اِس کا کیا مطلب ہوا کہ خداوند نے اُنہیں "پروردگار" بنایا [۴]۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کے معنی کی شرح میں یوحنا کی انجیل میں منقول ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام یروشلم میں حضرت سلیمان کے سائبان تلے تشریف فرما تھے۔ یہود اُن کے پاس آئے اور اُنہیں گھیرے میں لے لیا۔ پھر اُنہوں نے پتھر اٹھا لیے تاکہ انہیں سنگسار کر دیں۔ پھر اُن سے مخاطب ہوئے کہ تم کب تک ہمیں مصیبت اور عذاب میں مبتلا رکھو گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ "میں نے تمہیں نیک کاموں کی تعلیم دی۔ کیا تم مجھے اِس لیے سنگسار کر رہے ہو کہ میں نے تمہیں بھلے کاموں کی تعلیم دی؟ یہود کہنے لگے کہ ہم تمہیں اِس لیے پتھر مار رہے ہیں کہ تم اپنے آپ کو "حقیقی خدا" کہتے ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہارے مذہب میں یہ مذکور نہیں کہ "میں نے تجھے خداوند بنایا" - جب ایک گزری ہوئی قوم، کلامِ الٰہیٰ کا مخاطب ہونے کی وجہ سے "خداوند" کہلانے کی روا سمجھی گئی تو ایک ایسے فرد کو جسے خداوند نے منزّہ بنا کر بھیجا ہے، اِس طرح کیوں نہیں کہا جا سکتا۔ (یوحنا ۱۰: ۲۳-۳۰)

اِس حکایت سے یوحنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کا واضح مفہوم یہی بنتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لفظ "خداوند" کا اطلاق اِسی طور پر ہوتا ہے، جِس طرح یہ لفظ بنی اسرائیل کے قدیم حکماء و علماء کے لیے مستعمل رہا ہے" [۵]۔ اِس طرح مسیحیوں سے غلطی ہوئی ہے کہ اُنہوں نے انجیل سے الوہیتِ مسیح مستنبط کر لی اور اِس کے معتقد ہو گئے۔

در حقیقت سب سے بڑا اعتراض جو مسلمان مسیحیوں پر کرتے آئے ہیں، وہ یہی نکتہ ہے۔ مسلمانوں کے خیال میں انجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی "عبدیت" واضح ہوتی ہے، تاہم دوسرے مباحث

بھی ہیں جن میں مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان اختلاف و مناقشہ رہا ہے۔ مثال کے طور پر احمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کے نام سے انجیل کی شہادت اور بشارت، نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے واقعے کے بارے میں مسیحیوں کا جو عقیدہ ہے، وہ مسلمانوں سے بہت مختلف ہے۔ مسلمان انجیل کی تحریف کے قائل ہیں اور مسیحی فطری طور پر اس کا دفاع کرتے ہیں۔ یوں دو حلقوں کے درمیان جھگڑوں کا سلسلہ شروع ہوا جس کی اپنی مفصل کہانی ہے۔ اپوکریفا کا وجود اِن مسائل کا حصّہ ہے۔

تحریف انجیل

اناجیل کی تحریف ثابت کرنے کے لیے متکلمین نے جو دلائل دیے ہیں، ان میں اناجیل کے اندر موجود تناقصات ہیں، یعنی اناجیل کے مطالب باہم مطابقت نہیں رکھتے۔ بعض جگہ اُن میں تناقص و تعارض ہے اور یہ بات اناجیل کا اندازہ کرنے سے بخوبی واضح ہوجاتی ہے۔ مسلمان اِس تناقص کو اِس بات کی دلیل سمجھتے ہیں کہ موجودہ اناجیل حقیقی انجیل نہیں جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، لہذا ناچار موجودہ اناجیل پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا[6]۔

انجیل جس پر مسیحیوں کو اعتماد ہے، ایک نہیں بلکہ چار ہیں جو سب ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک دوسرے سے الگ زبانوں اور مختلف مقامات پر لکھی گئی ہیں۔ مزید براں اُن کے درمیان تضاد، تناقص اور اختلاف ہے اور ہر ایک میں کچھ ایسے قصّے اور حکایات ہیں جو دوسری اناجیل میں نہیں۔ چار افراد میں سے دو یعنی مرقس اور لوقا جن کی طرف یہ انجیلیں منسوب ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ۱۲ اصحاب (حواریوں) میں شامل نہیں، اور اُنھوں نے اپنی انجیلوں میں جو بیان کیا ہے، دوسروں سے نقل کیا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ ان کی اناجیل یعنی انجیل مرقس اور انجیل لوقا خدا کی طرف سے نہیں ہیں[7]۔

انجیل متی اور انجیل یوحنا کے درمیان بھی اختلاف اور تناقص ہے جو اُن کے مستند ہونے کی نفی کرتا ہے۔ ایک تناقص حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی ملاقات کی حکایت ہے۔ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح یوحنا بپتسمہ دینے والے کے پاس گئے تاکہ اُس سے بپتسمہ پائیں۔ جب یوحنا نے اُنھیں دیکھا تو کہا کہ "دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو دُنیا کا گناہ اٹھا لے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کی بابت میں نے کہا تھا کہ ایک شخص میرے بعد آتا ہے جو مجھ سے مقدّم ٹھہرا ہے۔ کیوں کہ وہ مجھ سے پہلے تھا۔ (یوحنا ۱: ۲۹)، لیکن "متی" اور "لوقا" کا بیان یوحنا کے قول کے مخالف ہے۔ متیٰ کہتے ہیں کہ جب یوحنا بپتسمہ دینے والے نے حضرت مسیح کو دیکھا تو کہا۔ "میں اِس بات کا محتاج ہوں کہ تمہارے ہاتھ سے بپتسمہ لوں، تم کس لیے میرے ہاتھ سے بپتسمہ لینے آئے ہو؟" متی مزید کہتے ہیں کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے ایک شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا اور دریافت کیا کہ "وہ مسیح جسے آنا ہے، کیا وہ تم ہی ہو یا ہم کسی اور کا انتظار کریں۔" یہ ہے متی کا بیان جو اُس بیان سے بہت مختلف ہے جو

یوحنا نے نقل کیا ہے۔ مرقس اِس ضمن میں کچھ نہیں کہتے۔ اس بحث سے ظاہر ہے کہ اِن اقوال کے درمیان بہت زیادہ تناقص ہے۔ "یوحنا کی انجیل" میں یوحنا بپتسمہ دینے والے کو یقین ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی مسیح ہیں اور اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ اُن سے سوال کریں، لیکن "متی کی انجیل" کے مطابق اُنہیں یقین نہیں اور اس بات کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ قید خانے سے کسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں اور اُن سے دریافت کریں کہ آیا وہ "مسیح" ہیں یا نہیں؟ اور "مرقس کی انجیل" میں قصّے کا کوئی ذکر نہیں۔ اور یہ اَمر ناچار بدگمانی کے پیدا ہونے کا سبب اور شک کا دروازہ کھولنے کا موجب بنتا ہے اور اناجیل کو بالکل کمزور اور بے اعتبار بنا دیتا ہے[8]۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دیے جانے کے ذکر میں متی کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی تو اس کے ساتھ دو ڈاکو مصلوب ہوئے۔ ایک دہنے اور ایک بائیں — [اور یہ ڈاکو] بھی راہ چلنے والے یہود کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لعن طعن کرتے تھے اور اُن کا مذاق اڑاتے تھے (متی ۲۷: ۳۸ - ۴۴) لیکن لوقا کا بیان اِس سے مختلف ہے۔ لوقا کے مطابق اُن دو ڈاکوؤں میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑاتا تھا جب کہ دوسرا اپنے دوست کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانے سے روکتا تھا، اور اُسے کہتا تھا کہ "تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا؟ ہم اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں لیکن اِس شخص نے کوئی برا کام نہیں کیا، پھر اُس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ "اے خداوند جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُس سے کہا کہ تو آج ہی میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔ (لوقا ۲۳: ۳۹ - ۴۳)

مرقس اور یوحنا میں سے کسی نے یہ واقعہ ذکر نہیں کیا۔ اگر اس طرح کا کوئی واقعہ رونما ہوا ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ مشہور نہ ہوتا اور اگر یہ واقعہ مشہور و معروف تھا تو مرقس اور یوحنا نے اسے کیوں چھوڑ دیا ہے اور نقل نہیں کیا؟ جب اُنہوں نے یہ واقعہ چھوڑ دیا تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ اُنہوں نے انجیل کے بہت سے دوسرے واقعات حذف نہ کیے ہوں گے[9]۔

بہر حال ان نکات اور بہت سے دوسرے امور کی بنیاد پر مسلمانوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اناجیل محرّف ہیں اور اناجیل کے تقابلی مطالعے سے اُنہوں نے متعدّد دلائل فراہم کیے ہیں جو اناجیل کے مندرجات کی کمزوری اور باہمی تناقص پر دال ہیں اور ان سے اناجیل میں تحریف کے احتمال کی تائید ہوتی ہے۔

مسیحی فرقوں کے ساتھ مسلمانوں کے مناظروں اور مباحثوں کی تحقیق کی غرض سے ذیل میں مشہور کتابوں اور رسائل جو دونوں طرف سے ایک دوسرے کے عقائد کی تردید و جرح میں لکھے گئے، پر مشتمل ایک مختصر فہرست دی جاتی ہے۔ ان کتابوں کے مندرجات کا خلاصہ بھی وہی ہے جو اوپر مختصراً بیان کر دیا گیا ہے۔ کتابوں کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ رسالہ فی الرد علی النصاریٰ (عربی) ابو عثمان عمرو بن بحر جاحظ (م ۲۵۵ھ) ——— جاحظ کے مجموعۂ رسائل ("رسالہ ذم الاخلاق"، "الکتاب" اور "رسالہ فی القیان") کے ساتھ ۱۳۴۴ھ میں قاہرہ سے طبع ہوا۔

۲۔ الرد الجمیل علی من غیرّ التوراۃ والانجیل [عربی] ابو حامد غزالی ——— اس کتاب کو بقاعی نے "الاقوال القویمہ" میں امام غزالی کی طرف منسوب کیا ہے۔ کشف الظنون (جلد اوّل، ص ۸۳۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ حاجی خلیفہ نے یہ کتاب خود نہیں دیکھی تھی۔

۳۔ رسالہ فی المناظرہ بین المسلمین و النصاریٰ و ذکر اسئلتھم [عربی] امام علامہ نجم الدین مختار بن محمود الزاہدی (م ۶۵۸ھ) کے اس رسالہ کا کشف الظنون (جلد اوّل، ص ۸۹۳) میں ذکر آیا ہے۔ بظاہر یہ رسالہ اسی مصنّف کے "الرسالتہ الناصریہ" کا تیسرا باب ہے۔ "الرسالتہ الناصریہ" برکہ خان چنگیزی کے لیے لکھا گیا تھا۔ اس کا پہلا باب حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے اثبات میں ہے، دوسرا باب اُن کی نبوت کا انکار کرنے والوں اور اُن کے شکوک رفع کرنے سے متعلق ہے اور تیسرا مسیحیوں اور مسلمانوں کے درمیان مناظرے پر مبنی ہے۔

۴۔ التخجیل لمن بدل التوراۃ والانجیل [عربی] ——— ابوالعباس احمد بن ابی المحاسن عبدالحلیم عبدالسلام معروف بہ ابن تیمیہ حرانی (م ۷۲۸ھ) دیکھیے: کشف الظنون جلد اوّل، ص ۳۷۹

۵۔ ہدایتہ الحیاریٰ فی اجوبتہ الیھود و النصاریٰ [عربی] ——— ابن قیم الجوزیہ (م ۷۵۱ھ) یہود اور مسیحیوں کا ردّ ہے۔

۶۔ الصراط المستقیم و مخالفتہ اصحاب الجحیم [عربی] ——— ابن تیمیہ حرانی، یہود اور مسیحیوں کی تردید میں ہے۔

۷۔ الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح [عربی] ——— ابن تیمیہ حرانی، تالیف ۷۲۲ھ۔ "کشف الظنون" میں اس کا نام "بیان الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" لکھا گیا ہے۔

۸۔ تخجیل من حرف الانجیل [عربی] ——— امام ابوالبقا صالح بن حسین الجعفری

۹۔ المنتخب الجلیل فی تخجیل من حرف الانجیل ——— ابوالفضل المالکی المسعودی (م ۹۴۲ھ)

۱۰۔ کتاب مصقل صفا در تجلیہ و تصفیہ آئینہ حق نما [فارسی] ——— سیّد احمد بن زین العابدین العلوی العاملی اصفہانی ——— آئینہ حق نما (تالیف ژروم شویر، مطبوعہ لیڈن ۱۶۳۹ء) کی تردید میں ہے۔

۱۰۳۲ھ میں لکھی گئی "کتاب مصقل صفا" شاہ عباس صفوی کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی گئی ہے۔ مقدمہ میں مؤلف لکھتا ہے کہ اس نے پہلے بھی مسیحیوں اور یہود کی تردید میں کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک "اللوامع الربانیہ فی رد الشبتہ النصرانیہ" ہے جو مسیحیوں کی تردید میں ہے۔ اُن کی ایک

---

*مصطفیٰ ابوالنصر الشلبی کی تحقیق و کوشش سے ۱۹۸۸ء میں مکتبہ السوادی جدّہ سے شائع ہوئی۔ ۶-۳۷ ص (مترجم)

اور کتاب "صواعق الرحمن" یہود کے مذہب اور تورات میں تحریف کے بارے میں ہے۔

۱۰۳۲ھ میں دو مسیحی پادریوں شوان (Juan) اور بریو (Brio) نے مؤلف کو کتاب "آئینہ حق نما" دکھائی جو تثلیث کے اثبات میں لکھی گئی تھی۔ مؤلف نے اس کتاب کا جواب لکھنے کا ارادہ کرلیا۔ "اللوامع الربانیہ" میں بھی مؤلف کا مقصد اناجیل کا رد کرتے ہوئے انہیں محرف ثابت کرنا ہے۔ آخر الذکر کتاب میں مؤلف نے لکھا ہے کہ خواب میں اُسے حضرت امام المہدی کی زیارت ہوئی ہے اور امام المہدی نے اُسے کتبِ نصاریٰ کی تردید پر مامور کیا ہے، تاہم قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کتاب مؤلف سیّد احمد بن زین العابدین کے پاس تھی، وہ "منتخب آئینہ حق نما" تھی، نہ کہ اصل "آئینہ حق نما"۔ "کتاب مصقل صفا" مسیحیوں کی توجہ کا مرکز رہی ہے اور اُن کی طرف سے دوبار اس کا سخت جواب لکھا گیا ہے۔ پہلی بار ۱۶۲۸ء میں بوناوانتور مال والیا (Bona Venture Malvalia) اور دوسری بار فلپو گواداگنولو (Philippo Guadagnolo) نے لکھا جو ۱۶۳۱ء میں روم سے چھپا ہے[۱۰]۔

۱۱۔ آئینہ حق نما [فارسی] ژروم شویر (Jerome Xavier) —— اس میں مسیحی دین کی وضاحت اور اسلام پر اُس کی فوقیت ثابت کی گئی ہے۔ شویر یسوعی (Jesuite) پادری تھا جو ۱۵۱۷ء میں تبشیری خدمات کے لیے گوا (ہندوستان) گیا اور اسی شہر میں ۱۶۱۷ء میں فوت ہوا۔ اُس کی عمر کا بڑا حصہ جلال الدین اکبر کے دربار میں گزرا۔ جہانگیر کے ہاں بھی اس کا آنا جانا تھا۔ اُس کی تشویق پر اکبر نے مسیحیت کی اہم کتابوں کے فارسی ترجمے میں دلچسپی لی۔ پادری شویر نے خود حضرت عیسیٰؑ کے حالات میں "آئینہ حق نما" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں شریعتِ محمدی کا انکار اور مسیحیت کی حقانیت ثابت کی ہے۔ کتاب فرنگی پادری اور ایک دانا شخص (جس سے دربار میں اُس کی ملاقات ہوئی تھی) کے درمیان مکالمے کے انداز میں لکھی گئی ہے۔ گاہے گاہے ایک "ملاّ" بھی گفتگو میں شامل ہو جاتا ہے۔ کتاب کے پانچ ابواب ہیں اور ہر باب کی متعدد فصلیں ہیں۔ کتاب ۱۶۰۹ء میں تالیف ہوئی تھی اور بظاہر ۱۶۰۲ء [کذا؟ ۱۶۱۲ء] میں اشاعت کے لیے تیار تھی۔ یہی کتاب جلال الدین اکبر کے عہد میں، اور بظاہر اُس کے فرمان پر، ایک ہندوستانی فاضل عبدالستار بن قاسم لاہوری نے مؤلف کی مدد سے فارسی میں ترجمہ کی۔ اس ترجمہ کے نسخے ملتے ہیں۔ ایک نسخہ ببلیوتک ناسیونال پیرس میں موجود ہے۔ گمانِ غالب ہے کہ اس کے نسخے دُنیا کے دوسرے کتاب خانوں میں بھی موجود ہیں۔

خود مؤلف نے جہانگیر کے لیے "آئینہ حق نما" کا خلاصہ تیار کیا اور اسے "منتخب آئینہ حق نما" کے نام سے جہانگیر کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ اسی کتاب کا جواب سیّد احمد بن زین العابدین اصفہانی نے لکھا اور اسے "مصقل صفا در تجلیہ و تصفیہ آئینہ حق نما" کا نام دیا۔ اصفہانی نے سخت جواب دیا ہے۔ اس کے دوستوں میں سے ایک نے ۱۰۶۶ھ میں ایک کتاب "آلائش ھای مصقل صفا" اُس کے رد میں لکھی۔ اُس نے دلیل دی ہے کہ سیّد احمد بن زین العابدین نے اصل کتاب "آئینۂ حق نما" نہیں دیکھی

تھی، بلکہ اُس نے جو کچھ لکھا، وہ "خلاصہ آئینہ حق نما" پر تکیہ کرتے ہوئے لکھا"۔

۱۲۔ کتاب اللوامع الربانیہ فی رد شبہۃ النصرانیہ (فارسی) —— یہ کتاب سیّد احمد بن زین العابدین علوی (العاملی) نے ماہ محرم ۱۰۳۱ھ میں لکھی۔ وہ اس کے مقدّمہ میں لکھتا ہے: "چوں کہ بعض فرنگی مسیحی پادری حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے منکر اور انجیل میں کسی تحریف کے قائل نہیں۔ اُن کا جواب میں اس رسالے میں دے رہا ہوں۔ مؤلف مزید کہتا ہے کہ: "[معترض] کی باتیں اُسی کی عبارت میں نقل کی ہیں اور زبور و تورات، نیز متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی اناجیل، جیسی آسمانی کتابوں سے، جو اُن کے نزدیک معتبر ہیں، ان کی تردید کی ہے[12]۔"

۱۳۔ سیف المومنین فی قتال المشرکین (فارسی) —— شاہ سلطان حسین کے عہد میں نومسلم علی قلی نے مولانائے فاضل بہاء الدین محمد کے حکم پر یہود اور مسیحیوں کے رد میں یہ کتاب لکھی اور ثابت کیا کہ کتاب "پیدائش" کے عبرانی، یونانی اور لاطینی متون میں باہم اختلاف پایا جاتا ہے اور اس کتاب میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ مؤلف بیان کرتا ہے: "میں مسیحی پادری تھا۔ میں نے اسلام قبول کیا اور جب دیکھا کہ تورات کا عربی ترجمہ درست نہیں، تو اصل لاطینی کے مطابق اس کی تصحیح کی تاکہ مسیحیت کا رد ہو۔" اس کتاب میں توراۃ کے بعض حصوں کا ترجمہ اور شرح کی گئی ہے، اور ان پر اعتراضات کیے گئے ہیں۔ دوسرے نسخوں کے علاوہ اس کتاب کا ایک نسخہ کتب خانہ دانش گاہ تہران (دیکھیے: فہرست دانش پژوہ، جلد سوم، بخش یکم، ص ۵۸۵، شمارہ ۶۵۲) اور ایک کتاب آستان قدس (شمارہ ۷۵۹) میں ہے۔

۱۴۔ ارشاد المضلین فی اثبات نبوۃ خاتم النبیین —— محمد رضا بن محمد امین ہمدانی کی تالیف ہے۔ فتح علی شاہ کے دور میں مسیحی مبلغ ہنری مارٹن کی تردید میں لکھی گئی۔ مقدمہ کتاب میں مولف لکھتا ہے: "مومنوں کو ہدایت، اگرچہ ظاہر میں دلیل و برہان سے ملتی ہے، مگر حقیقت میں یہ توفیق ایزدی پر موقوف ہے۔" مؤلف بحث و تحقیق اور اناجیل کی عبارتیں نقل کر کے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ انجیل کی واضح ہدایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ "میں جا رہا ہوں اور میرا جانا تمہارے لیے بہتر ہے، کیوں کہ جب تک میں نہ جاؤں گا "روح یقین" اور "فارقلیط" نہیں آئے گا، اور وہ تمہارے لیے مجھ سے بہتر ہے ---۔" "روح یقین" اور "فارقلیط" سے مسیحیوں کا روح القدس مراد لینا کوئی وزن نہیں رکھتا[13]۔

۱۵۔ مفتاح النبوۃ (فارسی) —— یہ حاجی محمد رضائے مصطفیٰ ہمدانی متخلص بہ کوثر (علی شاہ) متوفی ۱۲۴۷ھ کا رسالہ ہے جو اس نے فتح علی شاہ کے فرمان سے نبوت خاصہ کے اثبات میں تالیف کیا ہے۔ انگریز مبشر ہنری مارٹن کی ملمع سازیوں اور شبہات کو خاص طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس کتاب کی کافی شہرت ہے اور قائم مقام فراہانی نے اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ کتاب تہران سے لکھنؤ میں چھپی ہے۔

۱۶۔ انگریز راہب ہنری مارٹن نے پادری فیلپ کی اسلام کے خلاف کتاب پر اضافہ کر کے ایک رسالہ لکھا اور مسلمانوں میں تقسیم کیا۔ اس رسالے کی اشاعت پر مسلمان علماء سخت برہم ہوئے اور اس کا جواب

دینے میں لگ گئے۔ پہلے ملّا احمد بن محمد مہدی نراقی نے نائب السلطنت عباس مرزا کے ایماء پر اس کی تردید میں ایک کتاب "سیف الامہ" لکھی جس میں تورات کی عبرانی عبارتوں سے استشہاد کرتے ہوئے ہنری مارٹن کا رد کیا گیا ہے۔ ملّا احمد نے یہ کتاب ۱۲۳۳ھ میں مکمل کی اور مقدمہ میں فتح علی شاہ کی ستائش کی ہے۔ ۱۲۶۷ھ میں تہران سے لیتھو پر طبع ہوئی ہے۔

ملّا احمد بن محمد مہدی نراقی کے [علاوہ] شیعہ فقہاء میں سے ملّا محمد تقی کاشانی نے جو عبرانی اور سریانی زبانوں سے واقف تھے، "ہدایتہ المسترشدین" کے نام سے ہنری مارٹن کے رسالے کا جواب لکھا۔ یہ کتاب ۱۳۱۲ھ میں تہران سے لیتھو پر طبع ہوئی۔

۱۷۔ ینا بیع الاسلام (فارسی) —— مسیحی مبلغ سینٹ کلیر ٹسڈل (Saint Clair Tisdall) کا رسالہ ہے۔ یہ مبشر متعدد مشرقی زبانیں اچھی طرح جانتا تھا اور مظفر الدین شاہ کے عہد میں بغرضِ تبلیغِ مسیحیت اصفہان آیا تھا۔ مرحوم داعی الاسلام نے اُس سے مناظرہ کیا تھا۔ ینا بیع الاسلام اسلام کی حقانیت کے خلاف غلط بیانیوں کا مجموعہ ہے۔ ٹسڈل نے تورات وانجیل کو قرآنی قصوں کا ماخذ قرار دیا ہے اور ان میں مین میخ نکالی ہے۔ یہ کتاب بزبان فارسی خطِ نسخ میں شائع ہوئی ہے۔ چھ سال بعد اس کا انگریزی ترجمہ The Original Sources of the Coran (۱۹۰۵ء) کے نام سے طبع ہوا۔

شیخ حسین بن عبدالعلی تبریزی معروف بہ توتونچی نے "ینابیع الاسلام" اور ایک دوسری کتاب "میزان الحق" کے جواب میں ایک کتاب "ازالتہ الوساوس والادھام" لکھی۔ شیخ حسین کی کتاب فارسی میں ہے اور ۱۳۵۱ھ میں تبریز سے چھپی ہے۔ شیخ احمد شاہرودی نے بھی ایک کتاب "ازالتہ اللاوھام فی جواب ینابیع الاسلام" کے نام سے لکھی جو ۱۳۴۴ھ میں طبع ہوئی۔

۱۸۔ میزان الحق —— فانڈر (Pfander) نامی مصنّف نے اسلام کی تردید میں لکھی ہے جو ۱۸۳۳ء اور ۱۸۵۰ء کے درمیان مسیحی مذہب کی تائید میں لکھی گئی دو کتابوں "طریق الحیاۃ" اور "مفتاح الاسرار" کے ساتھ ایک بار کلکتہ سے شائع ہوئی اور دوسری بار ۱۸۲۶ء میں بخط نسخ لندن سے چھپی۔

۱۹۔ کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کے استاد ایس۔ لی (S. Lee) نے مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان مناظروں اور مباحثوں پر مبنی رسائل کا انگریزی ترجمہ Controversial Tracts on Christianity and Mohammadanism کے نام سے [۱۹۲۴ء میں] چھاپا تھا۔ اکثر کتابیں جن کا ترجمہ اس مجموعے میں شامل ہے، اشاعت کے لیے ان کے اصل متون کی کتابت خود پروفیسر "لی" نے اپنے ہاتھ سے کی تھی، جس کا خطی نسخہ آج بھی کیمبرج یونیورسٹی کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ اس کتاب کے محتویات درج ذیل ہیں۔

—— رسالہ میرزا ابراہیم در تردید ہنری مارٹن

—— میرزا ابراہیم کے جواب میں ہنری مارٹن کا تیسرا رسالہ

ہنری مارٹن کا رسالۂ اوّل اور رسالہ دوم دین محمدی کی تردید میں ہیں جن کا علماء اسلام نے رد لکھا ہے۔

۲۰۔ مقالہ فی الاسلام (عربی) —— انگریز مؤلف "جرجس سال" (م ۱۷۳۶ء) کی تالیف ہے۔ اسلام کی حقانیت کے خلاف مغالطوں اور غلط بیانیوں کا مجموعہ ہے۔ اصل کتاب انگریزی میں تھی اور کس شخص نے "ہاشم" کے نام سے عربی میں ترجمہ کیا ہے۔ گمان ہوتا ہے کہ مترجم کا نام اصلی نہیں۔ عربی ترجمہ مصر میں "جمعیتہ الھدایتہ" کی طرف شائع ہوا۔ اس کا بار بار رد کیا گیا ہے۔ ان میں سے "بیان الحق" اور "کتاب الھدیٰ الی دین المصطفیٰ" قابل ذکر ہیں۔ بیان الحق (تالیف میرزا صادق فخر الاسلام) تہران سے چھپی ہے اور "کتاب الھدیٰ الی دین المصطفیٰ" (تالیف شیخ محمد جواد بلاغی) ۱۳۳۰ھ میں لکھی گئی اور ۱۳۳۱ھ میں صیدا سے اشاعت پذیر ہوئی۔

۲۱۔ بُت پرستی و مسیحیت کنونی (فارسی) —— محمد طاہر بیرونی کی تالیف "الوثنیہ والنصرانیہ" کا فارسی ترجمہ ہے۔ مترجم حاج میرزا رضا شریعت مدار دامغانی (م ۱۳۲۶ھ) ہیں جنھوں نے متداول تورات اور انجیل کی ماہیت کے بارے میں اِس ترجمہ پر مقدمہ لکھا ہے۔ فارسی ترجمہ ۱۳۰۴ھ میں تہران سے طبع ہوا ہے۔

۲۲۔ مقالہ رد بر مسیحی (فارسی) —— سیّد حسین عرب باغی رضائیہ کی تحریر ہے۔ یہ مقالہ ایک مسیحی کے رد میں ہے جس نے آیتہ الکرسی سے یہ استدلال کیا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام تمام امتوں کے شفیع ہیں۔ تبریز سے ۱۳۴۵ھ میں شائع ہوا۔

۲۳۔ لسان المسلمین (فارسی) —— اس رسالے میں متداول توراۃ اور انجیل کی آیات سے خود ان کی سبکی پر استدلال کیا گیا ہے، اور ان کی تحریف اور بطلان ثابت کیا گیا ہے۔ اس کے مؤلف شیخ عبدالحسین شرع الاسلام معاصر عالم ہیں۔ "لسان المسلمین" اصفہان سے چند بار شائع ہو چکی ہے۔

انجیل برناباس

مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان مباحثوں کے ذریعے سامنے آنے والے بیانات کی نسبت سے انجیل برناباس کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے، زیر نظر مقالے کے تحت اس کا ذکر کر دینا فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ اس انجیل کی حقیقت اور صحت کے بارے میں مسلم متکلمین اور مسیحی اہلِ علم کے درمیان اختلاف ہے۔ مسیحی اس کتاب کو کلی طور پر جعلی قرار دیتے ہیں جب کہ علماء اسلام کی ایک جماعت اسے اصلی انجیل شمار کرتی ہے۔ بالغرض یہ انجیل اصلی نہیں تو بھی اِس کا ذکر کرنا اس لیے ضروری نظر آتا ہے کہ اس کے بعض مطالب و مندرجات مسیحیوں کے رواج شدہ عقائد کی تردید کرتے ہیں۔

سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں اطالوی اور ہسپانوی زبانوں میں انجیل برناباس کے چند نسخے سامنے آئے، لیکن یورپی مسیحی اہل علم نے اس انجیل کے بارے میں شک ظاہر کیا اور بحیثیت مجموعی انجیل برناباس کی اصلیت سے انکار کر دیا۔ بعض نے کہا کہ برناباس نے کوئی انجیل نہیں لکھی، اور بعض نے کہا کہ یہ انجیل جعلی ہے اور عربی سے اطالوی اور ہسپانوی زبانوں میں آئی ہے۔ کچھ دوسرے مسیحی اہل علم نے کہا کہ کسی ایسے شخص نے دانتے کے زمانے میں اس کا اطالوی ترجمہ کیا جو تورات اور عہد نامہ عتیق کی کتابوں کو جانتا تھا اور شاید یہ بھی کہ وہ کوئی مرتد مسیحی یعنی نومسلم تھا۔ بعض اہل علم اس بات کی تائید میں مستشرقین کی روایات مانتے ہیں کہ یہ انجیل مسلمانوں کی جعل سازی ہے۔ مستشرقین کی رائے میں مسلمانوں کے پاس عربی زبان میں برناباس سے منسوب انجیل تھی اور جو کچھ حضرت محمد (ﷺ) نے حضرت عیسیٰ کے متعلق کہا ہے، اس سے مطابقت رکھتا ہے۔ جن لوگوں نے یہ قول تسلیم نہیں کیا، اُن کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی کتابوں میں، چاہے قدیم ہوں یا جدید، عربی انجیل برناباس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے، تاہم جو اس انجیل کو اصلاً عربی قرار دیتے ہیں، اُنہیں اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اس کا لکھنے والا گھڑنے والا کوئی مسیحی یا یہودی تھا جو عہد نامہ جدید، عہد نامہ عتیق اور تلمود وغیرہ سے خوب واقف تھا۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ مسیحی مورخین کی شہادت کے بموجب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کی ابتدائی صدیوں میں لوگوں میں بہت سی اناجیل متداول رہی ہیں۔ بعد ازاں اہل کلیسیاء مجبور ہو گئے کہ اُن کا انکار کریں، چار انجیلوں کو اصلی جانیں اور باقی کو جعلی اور مردود شمار کریں۔ اگر رد کی ہوئی یہ ساری انجیلیں باقی رہ جاتیں تو مسیحیت کی تاریخ زیادہ روشن ہوتی اور شاید متعصب لوگوں کی تاویلات اور منکرین کے اشکالات سامنے نہ آتے۔ رینان اور اشتراوس جیسے لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وجود یا اُن کے حالات کی تردید کرنے کا شکار نہ ہوتے۔ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ برناباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے تھا اور سینٹ پال سے اُس کی ملاقات تھی۔ یہ کہ برناباس نے کوئی انجیل بھی لکھی تھی؟ ایک سوال ہے۔

برناباس کی انجیل کا قدیم ترین ذکر اُس منشور میں ہے جو پوپ گلاسیوس (اواخر پانچویں صدی عیسوی) نے لکھا تھا۔ اس منشور میں مسیحیوں کے لیے بعض کتابوں کا پڑھنا حرام قرار دیا گیا تھا۔ ممنوع کتابوں میں سے ایک انجیل برناباس ہے۔ یہ منشور اسلام اور پیغمبر اسلام کے ظہور سے پہلے لکھا گیا ہے، مگر یورپ کے مسیحی اہلِ علم اس منشور کی صحت کے بارے میں شک کرتے ہیں اور اسے بھی جعلی شمار کرتے ہیں۔ بہت سے مطالب جو انجیل برناباس کی صحت و اصلیّت کے بارے میں شک کا سبب بنتے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں بطور بشارت حضرت محمد ﷺ کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے ادا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بشارتوں میں آنے والے کے نام کی تصریح نہیں ہوتی بلکہ بشارت اشارہ و کنایہ میں ہوتی ہے۔ مسیحی اہلِ علم کو اس انجیل کے حقیقی ہونے میں اس لیے بھی شک

ہے کہ اِس کتاب کے قدیم اطالوی نسخے، جو صرف ایک ہی ہے، کے حواشی پر عربی عبارتیں اور کلمات ہیں۔ ان عربی کلمات و عبارات سے واضح ہے کہ شاید مسلمانوں اور عربوں نے اسے لکھا ہوگا۔ ان شکوک کے جواب میں مسلمانوں کا کہنا ہے کہ بشارت میں نام کی تصریح شاید غرابت سے خالی نہیں، لیکن یہ کلیتاً بے سبب نہیں اور نہ بعید از قیاس ہے کہ اطالوی مترجم (جس نے یونانی سے ترجمہ کیا ہے) نے فارقلیط جیسے لفظ کا ترجمہ محمد کر دیا ہو (کیوں کہ اطالوی مترجم یقیناً ظہور اسلام کے بعد کے دور کا ہے) جہاں تک اطالوی نسخے کے حواشی پر عربی کلمات و عبارات کے وجود کا تعلق ہے، یہ کتاب کے جعلی ہونے یا عربی ہونے کی ہرگز دلیل نہیں۔ کیوں کہ یہ ممکن ہے کہ کسی مسیحی نے جو عربی جانتا تھا، نسخے پر حواشی لکھ دیے ہوں۔

برنا باس حضرت عیسیٰ کے حواریوں میں سے ایک تھے اور سینٹ پال پر برتری رکھتے تھے، اور جیسا کہ مسیحی روایات سے واضح ہوتا ہے، اُنھوں نے انجیل بھی مرتّب کی تھی۔ انجیل برنا باس کے موجود نسخے کے بعض مضامین قرآن سے شباہت و قرابت رکھتے ہیں۔ مسلمان اِس لیے اِسے مستند سمجھتے ہیں کہ حضرت محمد کی نبوت کے اثبات میں مسیحیوں کے خلاف ہے۔ کلیسیاء نے اِسے اپوکریفائی مواد سمجھا ہے اور مسیحی اہلِ علم نے وہمی اور فرضی بنیادوں پر اِس کے رد لکھے ہیں اور اِسے غیر معتبر سمجھا ہے۔

ڈاکٹر خلیل بے سعادہ نے اِس کا عربی ترجمہ کیا اور سیّد محمد رشید رضا مدیر مجلّہ "المنار" کے مقدّمے کے ساتھ ۱۳۲۵ھ میں چھاپا۔ سیّد محمد رشید رضا نے مقدّمے میں اِس انجیل کے منکرین کی تردید کی ہے اور برنا باس حواری کی طرف اِس کے انتساب کو درست قرار دیا ہے۔ معاصر علماء میں سے مرحوم سردار حیدر قلی خان بن نور محمد خان قزلباش کابلی مقیم کرمان شاہ نے اِس کا فارسی ترجمہ کیا ہے، جو ۱۳۵۰ھ میں کرمان شاہ سے لیتھو پر چھپا ہے۔

انجیل برنا باس کے عربی ترجمے کی اشاعت کے بعد مسیحی اہلِ علم کا ایک گروہ از سر نو اِس کی تردید کرنے اور اِسے جعلی ثابت کرنے میں لگ گیا۔ ان [مخالفانہ] کتابوں میں سے ایک "شرحِ انجیل برنا باس" موجود ہے جو ۱۹۲۸ء میں مصر میں چھپی اور کسی نے اِسے "ع ب ہ ر" کے نام سے فارسی میں منتقل کیا ہے۔ اِس کتاب میں انجیل برنا باس کی عدمِ صحت کے لیے تاویلات اور اندازوں سے کام لیا گیا ہے۔

انجیل برنا باس جس کی حواری برنا باس کی طرف نسبت میں اختلاف ہے، کے علاوہ ایک اور کتاب "رسالہ برنا باس" ہے اور کلمنٹ اسکندرانی نے اِسے برنا باس کی طرف منسوب کیا ہے۔ اِس میں یہود پر اعتراض کیا گیا ہے، بالخصوص اُن میں جان دار کی قربانی، ختنہ اور ہیکل کی تعلیم جیسی جاری رسوم پر گرفت ہے۔ رسالے کے ضمن میں تاکید کی گئی ہے کہ قوم (یہود) نے احکام کے حقیقی معنی کا ادراک نہیں کیا اور لوگوں نے ظاہری مفہوم لیا ہے۔ اِس کے باوجود کہ اِس رسالے کی قدامت کے داخلی شواہد ہیں، برنا باس کی جانب اِس کی نسبت کی بھی تردید کی گئی ہے۔ اِس رسالے کا تعلق برنا باس

کے عہد سے ہونا قابلِ تائید ہے۔

کلیسیا کی تاریخ میں بظاہر خود برنا باس کو فلسطین سے باہر مسیحیت کے پیشرو مبلّغ کی حیثیت سے شمار کیا گیا ہے۔ لوقا اُن کی عظمت کے بارے میں کہتا ہے کہ "وہ نیک مرد اور روح القدس اور ایمان سے معمور" تھا۔ (رسولوں کے اعمال ۱۱:۲۴)۔ وہ قبرص کے یہود اور خاندانِ لاوی میں سے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے اُسے برنا باس (=ابن بشارت؟) کا نام دیا تھا۔ وہی تھا جس نے سینٹ پال کے مسیحیت کی جانب مائل ہونے پر اُس کا تعارف حواریانِ مسیح سے کرایا تھا۔ (رسولوں کے اعمال ۹:۲۷)، اس کے باوجود وہ بعد میں اُس سے دُور ہو گیا۔ (رسولوں کے اعمال ۱۵:۳۹) تبلیغِ مسیحیت میں اُس کا کردار نمایاں ہے اور اس حیثیت سے اُسے سینیٹ پال کا ردیف و شریکِ کار سمجھا جاتا ہے اور ترتولین "عبرانیوں کے نام خط" کو اُس کی جانب منسوب کرتا ہے[۱۴]۔

حواشی

۱۔ رسالہ رد بر نصاریٰ، ص ۷

۲۔ ایضاً، ص ۷

۳۔ ایضاً، ص ۱۵

۴۔ ایضاً، ص ۱۵

۵۔ ایضاً، ص ۱۶

۶۔ ایضاً، ص ۴۲

۷۔ ایضاً، ص ۴۳

۸۔ ایضاً، ص ۴۵

۹۔ ایضاً، ص ۴۶

10. Rieu, Charles, Catalogue of the Persian Mss. in the British Museum London (1879), Vol.1, p.9. Blochet, E., Catalogue Des Manuscripts Persans dela Biblio the eque Nationale, Paris (1905), p. 345.

11. Rieu, Charles, op. cit.

12. Browne, E.G., A Catalogue of the Persian Mss. in the Library of the University of Cambridge, London (1896), pp. 7-10

13. Op. cit., pp. 10-11

۱۴۔ برنا باس کے مزید حالات کے لیے دیکھیے:
V.M. Ahren., "Barnabas St"., in New Catholic Encyclopaedia, Vol. I, pp. 102-103.